# بہارِ جاں فزا

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم اے۔ پی ایچ ڈی)

ادارہ مظہر اسلام

## ماہ وسال

| | | |
|---|---|---|
| ۱: | تخلیقِ نورِ محمدی | ماقبل تخلیق کائنات |
| ۲: | وفات حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب | ۵۷۱ء |
| ۳: | ظہورِ قُدسی | ۵۷۱ء |
| ۴: | وفات حضرت آمنہ بنت وہب | ۵۷۶ء |
| ۵: | وفات حضرت عبدالمطلب | ۵۸۷ء |
| ۶: | پہلا سفرِ شام | ۵۸۲ء |
| ۷: | دوسرا سفرِ شام | ۵۹۲ء |
| ۸: | نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ | ۵۹۶ء |
| ۹: | بعثتِ نبوی | ۶۱۱ء |
| ۱۰: | شعبِ ابی طالب | ۶۱۷ء |
| ۱۱: | وصال حضرت خدیجۃ الکبریٰ | ۶۲۱ء |
| ۱۲: | سفرِ طائف | ۶۲۱ء |
| ۱۳: | ہجرتِ مدینہ طیبہ | ۶۲۲ء |
| ۱۴: | تحویلِ قبلہ | ۶۲۳ء |
| ۱۵: | فتح مکہ مکرمہ | ۶۲۹ء |
| ۱۶ | تاریخی خطبہ حجۃ الوداع | ۶۳۲ء |
| ۱۷: | فراقِ ظاہری | ۶۳۲ء |

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ

نحمدہ و نصلی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

O

کُچھ نہ تھا........نہ زمین تھی نہ آسمان........نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب........نہ دن تھا نہ رات........نہ گرمی تھی نہ سردی ........نہ نسیم تھی نہ شمیم........نہ پھول تھے نہ پھل نہ بہار تھی نہ خزاں........نہ بادل تھے نہ برسات........نہ چرند تھے نہ پرند........نہ صحرا تھے نہ گلشن........نہ شجر تھے نہ حجر........نہ دریا تھے نہ سمندر........نہ ہوا تھی نہ پانی........نہ آگ تھی نہ خاک........نہ جن تھے نہ مَلک........نہ حیوان تھے نہ انسان........نہ یہ چہل پہل تھی نہ یہ ریل پیل........نہ دیوانگی تھی نہ شعور، نہ ہجر تھا نہ وصال ........نہ اقرار تھا نہ انکار، نہ آہ تھی نہ فریاد........نہ رونا تھا نہ ہنسنا........نہ جاگنا تھا نہ سونا........نہ جذبہ تھا نہ احساس........نہ جوانی تھی نہ بڑھاپا........نہ ہوش تھے نہ خرد........نہ نشیب تھا نہ فراز........

کُچھ نہ تھا........وہی وہ تھا........پھر کیا ہُوا؟ ........کائنات کی وسیع و عریض فضاؤں میں ایک نُور رچکا........وہ نُور کیا چمکا گویا زندگی میں بہار آ گئی........سلسلہ چل نکلا........چراغ سے چراغ جلنے لگے........دیکھتے ہی دیکھتے سارا جہاں جگمگانے لگا ........ٹھہریے ٹھہریے........دیکھئے دیکھئے........حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کیا فرما رہے ہیں:۔

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے اپنے نُور سے تیرے نبی کے نُور کو پیدا فرمایا، یہ یقینی بات ہے، اس میں کوئی شک نہیں ........ پھر وہ نُورِ قُدرتِ الٰہی سے جہاں خدانے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اُس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سُورج، چاند، جن وانس کچھ نہ تھا........[۱]

ایک مرتبہ فرمایا:۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نُور پیدا فرمایا اور میرے ہی نُور سے ہر چیز پیدا فرمائی ........[۲]

قُرآنِ حکیم میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:۔

بے شک تُمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آیا اور روشن کتاب[۳] بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نُور سے نُور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا، پھر اس نُور سے تخلیق کا سلسلہ شروع ہُوا ........ ہاں، انہیں کے نُور سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ روشن ہُوا........مگر یہ نُور کہاں کہاں رہا اور کہاں سے کہاں پہنچا؟........قُرآنِ حکیم کے مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ لاکھوں برس پہلے ابھی دُنیا بھی آباد نہ ہُوئی تھی، ابھی وہ نُور دُنیا میں ظاہر نہ ہُوا تھا کہ دُنیا میں آنے والے ہزاروں پیغمبروں سے ان کے پروردگار نے ایک تاریخی اور یادگار عہد لیا........خود پروردگارِ عالم اس عہد کو ان الفاظ میں یاد دِلا رہا ہے:۔

اور یاد کرو جب اللہ کے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا........

''جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رُسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا''........فرمایا........''کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا''؟........''تو ایک دُوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''........[1]

انجیل کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے رُسولوں اور پیغمبروں کو آپ کی صُورت بھی دکھائی گئی تھی........ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

یقین جانو میں نے اُسے دیکھا ہے اور اُس کی تعظیم کی ہے جیسے اُسے ہر نبی نے دیکھا ہے کیونکہ اُس کی رُوح سے خدا نے انہیں نبوّت دی، جب میں نے دیکھا تو میری رُوح تسکین سے بھر گئی........[2]

O

جب مہر و وفا کے سب مرحلے طے ہو چکے........[3] جب امامت و اقامت کا تاج سر پر رکھ دیا گیا........[4] اور جب اللہ کا وہ پہلا گھر تعمیر ہو چکا، تو وادئ مکّہ کی فضاؤں میں یہ آواز گونج رہی تھی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ط وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o

ترجمہ:۔''اے ہمارے پروردگار! انہیں میں سے، ان میں ایک رُسول بھیج جو اِن کو تیری آیتیں پڑھ کر سُنائے اور تیری کتاب اور حکمت سِکھائے اور انہیں خُوب پاک صاف کر دیا، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔''

یہ آواز عرشِ معلّٰی تک پہنچی اور پھر سارے عالم میں پھیل گئی........ ہر آسمانی کتاب میں حضرت مُحمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد آمد کا ذکر ہونے لگا........[5]

یہ دعا آسمان کی بُلندیوں سے گزر کر عرش تک پہنچی اور دربارِ الٰہی میں قبول ہوئی کہ ایک برگزیدہ رُسول کی دُعا تھی........ پھر اس نبی منتظر کی آمد آمد کے ذکر واذکار ہونے لگے........ ہندوستان کے ویدوں میں اپنشدوں میں اور پرانوں میں صاف صاف نام نامی ''محمد'' اور ''احمد'' نظر آرہا ہے........[6] زبور میں، حضرت سلیمان علیہ السّلام کے صحیفوں میں اور توریت میں آپ کی آمد آمد کا ذکر اور ''محمد'' اور احمد'' کی گونج سُنائی دے رہی ہے........ گوتم بدھ کے ملفوظات میں ''رحمۃ للعالمین'' کی آمد آمد کا ذکر ہے[7] اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بشارت سُناتے ہوئے آسمان کی طرف اُٹھتے چلے گئے........

يٰبَنِيٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ o [8]

ترجمہ:۔''اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رُسول ہوں' اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رُسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گے اور جن کا نام ''احمد'' ہے۔''

بعثتِ نبوی سے پہلے آپ کی آمد آمد کا اتنا چرچا کیا گیا کہ سارا علم آپ کا منتظر ہو گیا........ قُرآن کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ آپکو اس طرح جانتے پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے پہچانتے ہیں........ آپ کا ذکر اتنا ہُوا اتنا ہُوا کہ آنے سے پہلے آپ کی شخصیت جانی پہچانی ہو گئی........ یہ امتیاز نوعِ انسانی میں صرف اور صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہُوا........ اہلِ کتاب کے بارے میں قُرآنِ حکیم کا ارشاد ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔

ترجمہ:''جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔''

دُعائے خلیل مقبول و مستجاب ہُوئی اور وہ آنے والا اس شان سے آیا کہ سارا عالم جگمگانے لگا........آیتیں پڑھیں تو آنکھیں کُھل گئیں،........کتاب وحکمت کی تعلیم دی، تو دل و دماغ روشن ہوگئے........قلب و رُوح کو جلادی، تو پُورا وجود چمکنے لگا........پھر آنے والوں نے اس کے ایک ایک نقش اور ایک ایک ادا کو محفوظ کیا........کاتبوں اور خطّاطوں نے الفاظ و حروف محفوظ کئے........حفّاظ اور قُرّاء نے قرأت و تلاوت کو محفوظ کیا........مفسّرین و محدّثین اور علماء و فقہاء نے ارشادات و تعلیمات کو محفوظ کیا اور پھیلایا........اہلِ اللہ اور صُوفیائے کرام نے تزکیۂ نفس کا پورا پورا اہتمام کیا اور پاک دلوں اور پاک رُوحوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کیا........دُعائے خلیل اس شان سے پُوری ہوئی کہ تاریخ میں جس کی نظیر نہیں ملتی........

اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے یہ آخری اعلان فرمایا:۔

> اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رُسول ہوں، اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہُوا اور اُن رسُول کی بشارت سُناتا ہُوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام ''احمد'' ہے........[9]

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

> میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں........ میں دُعائے ابراہیم ہوں........بشارت عیسیٰ ہوں........اپنی والدہ کے اُس خواب کی تعبیر ہوں جو اُنہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اور اُن کے لئے ایک نور ساطع ظاہر ہُوا جس سے مُلکِ شام کے ایوان وقصُور ان کے لئے روشن ہوگئے........[10]

O

وہ نُور جو لاکھوں برس پہلے جھلملایا........جس کے دم سے کائنات جگمگائی........جو چلتا چلتا پُشتِ آدم تک پہنچا اور پُشت آدم سے صلب عبداللہ تک........ہاں' آنے والے ہر پیغمبر نے اپنی اپنی قوم کو جس کی آمد آمد کی خوشخبریاں سُنائیں........جو سب کے لئے آیا تھا........جو ساری قوموں کے لئے آیا تھا........جو سارے جہان کے لئے آیا تھا........سب انتظار کرتے رہے........سب راہ تکتے رہے........سُنئے، سُنئے قُرآن کیا کہہ رہا ہے:۔

> عنقریب نعمتوں کو ان کے لئے لِکھ دوں گا جو دوڑتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، وہ غُلامی کریں گے اس رُسول بے پڑھے، غیب کی خبریں بتانے والے کی جسے لِکھا ہُوا پائیں گے اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور بُرائی سے منع فرمائے گا، اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو اُن پر تھے اُتارے گا۔ تو وہ جو اُس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا، وہی بامُراد ہوئے۔[11]

O

چاند چمک رہا ہے، ستارے کُھل رہے ہیں، نُور کی پھوار پڑ رہی ہے........اچانک غُلغلہ بپا ہُوا، ایک ندا دینے والا ندا دے رہا تھا........لوگو! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا، دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہوگیا........آج وہ آنے والا آ گیا........وادیٔ مکّہ کے سنّاٹے میں یہ آواز گُونج گئی، سب حیران، یہ ماجرا کیا ہے؟........کِس کا انتظار تھا، کون آ رہا ہے؟........ ہاں سونے والو! جاگ اُٹھو! آنے والا آ گیا........نُور کی چادر پھیل گئی، میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں، بصرائے شام کے محلّات نظر آنے لگے،........[12]

سارے عالم میں چاندنا ہوگیا، ہاں رہ یہ کون آیا سویرے سویرے؟

وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آ گئی، نُور کے بادل چھا گئے، دُور دُور تک بارش ہو رہی ہے، چاندی بہہ رہی ہے، حدِ نظر تک نُور کی چادر تنی ہے، عجب سماں ہے، عجب منظر ہے!........ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا........تاریکیاں چھٹ گئیں، روشنیاں بکھر گئیں، جدھر دیکھو نُور ہی نُور، جدھر دیکھو بہار ہی کیا ہے؟........کِس کا انتظار تھا، کون آ رہا ہے؟........ ہاں سونے والو! جاگ اُٹھو! آنے والا آ گیا........نُور کی چادر پھیل گئی، میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں، بصرائے شام کے محلّات نظر آنے لگے،........[12] سارے عالم میں چاندنا ہوگیا، ہاں رہ یہ کون آیا سویرے سویرے؟

وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آ گئی، نُور کے بادل چھا گئے، دُور دُور تک بارش ہو رہی ہے، چاندی بہہ رہی ہے، حدِ نظر تک نُور کی چادر تنی ہے، عجب سماں ہے، عجب منظر ہے!........ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا........تاریکیاں چھٹ گئیں، روشنیاں بکھر گئیں، جدھر دیکھو نُور ہی نُور، جدھر دیکھو بہار ہی بہار........تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے، مسرّتیں پُھوٹ رہی ہیں، رنگنیاں اپنا رنگ دِکھا رہی ہیں، سارا عالم نہایا ہُوا ہے، ذرّے ذرّے پر مستی چھائی ہوئی ہے........ہاں یہ اُجلا اُجلا سا سماں، یہ مہکی مہکی سی فضائیں، یہ مست مست ہوائیں، جُھوم جُھوم کر جشنِ بہاراں کے گیت گا رہی ہیں۔

ہاں، بہار آئی، بہار آئی........زندگی میں بہار آئی، دماغوں میں بہار آئی، دِلوں میں بہار آئی، رُوحوں میں بہار آئی، علم وحکمت میں بہار آئی، تہذیب وتمدّن میں بہار آئی، فکر وشعور میں بہار آئی، عقل وخرد میں بہار آئی........برسوں کی ہتھکڑیاں کٹ گئیں، صدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں، گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں، مُندی مُندی سی آنکھیں روشن ہوگئیں، بجھی بجھی سی طبعیتیں سنبھل گئیں، رُندھی رُندھی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں........ڈوبتے ہُوئے اُبھرنے لگے، سہمے ہُوئے خیال یک جا ہوگئے، منتشر قوتیں سمٹ گئیں، ضعیف وناتواں ایک قوت بن کر اُبھرے اور دُنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ اِنسان احسنِ تقویم میں بنایا گیا، ''اشرف المخلوقات'' کے منصبِ عالی پر فائز کر کے خلافتِ الٰھیَہ سے سرفراز کیا گیا........زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے، سب دیکھنے لگے، سب تکنے لگے، سب بلائیں لینے لگے، سب فدا ہونے لگے، سب آرزوئیں کرنے لگے، سب تمنائیں کرنے لگے........وہ کیا آئے کائنات کا ذرّہ ذرّہ دلکش ودلرُبا معلوم ہونے لگا۔

ہاں آج اُن کی آمد آمد کا دن ہے، آج عید کا دن ہے، آج خُوشی کا دن ہے........ایسا حسین انقلاب آیا کہ دُنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا....ایسا حسین آیا کہ دُنیا نے ایسا حسین تو کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہاں ؎

بے مثال کی ہے مثال وہ حُسن
خوبیٔ یار کا جواب کہاں؟

تھامس کارلائل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس شخصیّت اور پیغام کی تاثیر دیکھ کر بے ساختہ کہہ اُٹھا:۔

''آپ کا آنا گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا، مُلکِ عرب زندہ ہوگیا......عرب' گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھے، چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے، کسی کو ان کا خیال بھی نہ آیا تھا' کوئی ان کے متعلق سوچتا بھی نہ تھا........اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر مبعُوث ہُوا اور ایک ایسی کتاب لایا جس پر وہ دل وجان سے ایمان لے آئے........پھر کیا ہُوا؟........اس کا سارے عالم میں چرچا ہونے لگا........جس کو کوئی نہ جانتا تھا اس کو سب جاننے لگے........اور ایک صدی کے اندر اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ تھا اور دُوسری طرف دہلی........عرب کی بہادری وعظمت اور عقل کی روشنی عرصہ دراز تک دُنیا کے ایک بڑے حصّے پر چمکتی رہی........گویا ایک چنگاری ریگستان کے ظلمت کدے میں گر پڑی اور وہ بارُود بن کر پھٹ گئی اور غرناطہ سے دہلی تک کی فضاؤں کو روشن کر گئی[۱۲]

اور یہی سیرتِ محمدی اور پیغامِ محمدی کا اعجاز تھا کہ جب دورِ جدید کا ایک فاضل مائیکل ہارٹ دُنیا کے سو (۱۰۰) عظیم انسانوں کو اِنتخاب کرنے لگا تو مجبور ہوگیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی سرِ فہرست رکھے اور آپ کو سارے عالم کا سرتاج بنائے........مائیکل ہارٹ اعترافِ حقیقت کرتے ہُوئے لکھتا ہے:۔

☆......☆......☆

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا......... چاند تھا لیکن بے نُور سا......... تارے تھے لیکن بُجھے بُجھے سے......... آفتاب تھا لیکن ڈوبا ڈوبا سا......... عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے، دِل اُجڑ گئے تھے اور خزاں نے بہاروں کو لُوٹ کر چمن ویران کر دیئے تھے کہ اچانک:۔

یُوں اُفق در اُفق جھلملائی شفق
شب پہ جس طرح شب خُوں مارا گیا
اور پھر نُور کا ایسا تڑکا ہُوا
ہر طرف انقلابِ حسین آ گیا

......O......

سیل انوار رحمت رواں جو ہُوا
نُور ہی نُور تھا جس طرف دیکھئے
دیدہ و دِل اُجالوں میں ڈوبے ہُوئے
جلوۂ طُور تھا جس طرف دیکھئے

(کاوشؔ)

ہاں وہ آنے والا آ گیا جس کا روزِ اوّل سے انتظار تھا، کیسا حسین، کہ دل کھنچے جا رہے تھے......... حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہُ الکریم فرما رہے ہیں:۔

لم ارقبلہ ولا بعدہ مثلہ [۱۳]
حُسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سُنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے (رضاؔ)

اور یہی بات خُود خالقِ حُسن و جمال کہہ رہا ہے......... لیس کمثلہ شی [۱۴]
اِس جیسا ہونا تو بڑی بات ہے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جیسا بھی کوئی نہیں.........

بے مثال کی ہے مثال وہ حسن
خوبیِ یار کا جواب کہاں!

اور حضرت براء بن عاذب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرما رہے ہیں:۔

مارایت شیئا قط احسن منہ [۱۵]
اے مثل تو در جہاں نگارے
یزداں دگرے نہ آفریدہ! (جگرؔ)

حُسن و جمال کی جذب و کشش کا یہ عالم تھا کہ پیشانیاں جُھکنے کے لئے بیقرار تھیں.........

پیشِ نظر وہ نوبہار سجدے کو دِل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے، ہاں یہی امتحان ہے

(رضاؔ)

جسمِ مبارک کیا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ چاندی میں ڈھالا گیا ہے، چمکتا ہُوا مہکتا ہُوا:۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

(رضاؔ)

رنگِ مُبارک سُنہری بھی، روپہلی بھی،........ایسا پُرکشش کہ بس دیکھے جایئے:۔

نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

قدِ مبارک نہ بہت دراز اور نہ بہت پست، بس درمیانہ نہایت ہی موزوں:۔

قدے کہ طوباش ادنیٰ غلامے
(جگؔر)

رُوئے مُبارک کی بات نہ پُوچھئے........حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم فرماتے ہیں:۔

**یتلا لاء وجهه تلا لؤالقمر لیلة البدر** [۱۶]

(چہرۂ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کا چاند چمکتا ہے)۔

حُسن بے داغ کے صدقے جاؤں
یُوں دَمکتے ہیں دمکنے والے
(رضاؔ)

اور حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:۔

فھو عندی احسن من القمر ........[۱۷]
نہیں نہیں چاند سے بھی زیادہ حسیں........
حسن مہ گرچہ بہنگام کمال اچھا ہے
اس سے یہ مرامہ خورشید جمال اچھا ہے

مگر کاوشؔ کی تشبیہ نہایت عالی ہے، وہ کہتے ہیں:۔

چہرہ حضُور کا ہے قُرآں کُھلا ہُوا
ہر اک ادا ہے رِفعتِ عرفان لئے ہوئے (کاوشؔ)

سرِ مُبارک موزوں، بڑا اور بھاری........موئے مبارک نہ گھنگریالے، نہ سخت، بس گرہ گیر:۔

صفا از عقدہ دلہا است آں زلف معقدرا
بحمداللہ کہ ربطے ہست بامطلق مقیدرا
(نظیریؔ)

کبھی کانوں کی لَو تک چُھوتے رہتے اور کبھی شانوں کو چُوم چُوم لیتے......کبھی دو دو زُلفیں پڑی ہیں، کبھی چار چار گیسُو بکھرے ہیں:۔

زُلف سیاہش صد دل بدامے (جگؔر)

کبھی مانگ نکلی ہے کبھی مانگ نکالی جارہی ہے........روزانہ نہیں ایک دن بیچ کر کے........جبینِ مُبارک نہایت کُشادہ اور چمکدار:۔

لوحِ جنبیش ماہ تمامے (جگؔر)

قُرآن کی فضائیں اس کے ذکر وفکر سے گُونج رہی ہیں........کہیں اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر [۱۸] ہے تو کہیں اس کے مولد [۱۹] مقدسہ کا........کہیں اس کے حُسن و جمال کا ذکر [۲۰] ہے تو کہیں اس کا مزاج وتاج کا [۲۱]........کہیں اس کا رنج والم کا ذکر [۲۲] تو کہیں اس کی رضا وخوشنودی کا [۲۳]........کہیں اس کے اخلاقِ عالیہ کا ذکر [۲۴] ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا [۲۵]........ کہیں اس کا منازل ومقامات کا ذکر [۲۶] ہے تو کہیں اس کی محبوبیّت واقربیّت کا [۲۷]........کہیں اس کے علم وفضل کا ذکر [۲۸] ہے تو کہیں اس کی حِکمت ودانائی کا [۲۹]........

سے ایک رُسول بھیجا جواُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحِکمت سِکھاتا ہے اور وہ اس سے پہلے کُھلی گُمراہی میں تھے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبعُوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ اس پر خوشیاں منانے کا حُکم دیا گیا اور فرمایا گیا:۔

**یَاَیُّهَاالنَّاسُ قَدْجَآءَ تْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۵ لا وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۝**

(ترجمہ) ”اے لوگو! تُمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آئی اور دِلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے“........

اور فرمایا:۔.........

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً o اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً o[30]

ترجمہ: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رُسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں۔''

جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے دُرود و سلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں، قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گُونج رہی ہیں......... کہیں اس کی حیاتِ طیّبہ کا ذکر[31] ہے تو کہیں اس کے مولد[32] مقدسہ کا......... کہیں اس کے حُسن و جمال کا ذکر[33] ہے تو کہیں اس کے مزاج وتاج کا[34]......... کہیں اس کے رنج والم کا ذِکر[35] ہے تو کہیں اس کی رضا و خوشنودی کا[36]......... کہیں اس کے اخلاقِ عالیہ کا ذکر ہے[37] ہے تو کہیں اس کی تعلیماتِ دینیّہ کا[38]......... تو کہیں منصبِ نبوّت پر اس کی سرفرازی کا ذکر[39] ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خُوشیاں منانے کا[40]......... کہیں اس کے منازل و مقامات کا ذکر[41] ہے تو کہیں اس کی محبوبیّت و اقربیت کا[42]......... کہیں اس کے علم وفضل کا ذکر[43] ہے تو کہیں اس کی حِکمت و دانائی کا[44].........

کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر ہے تو کہیں سرِ کائنات اور کہیں معراجِ سماوات کا......... کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا......... کہیں غزوات کا ذکر ہے تو کہیں فتوحات کا......... کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و نُصرت کی دُعائیں مانگنے کا ذکر ہے تو کہیں اس کے انعام واکرام کا......... کہیں اس کی رحمتِ عام کا ذکر ہے تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا......... کہیں اس کی شفقت و مرحمت کا ذکر ہے تو کہیں اس کے انصاف و عدالت......... کہیں اس کی عبادت و ریاضت کا ذکر ہے تو کہیں اس کے اخلاصِ عمل کا......... کہیں اس کی معصومیت کا ذکر ہے تو کہیں اس کی بے داغ سیرت کا......... کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر ہے تو کہیں اس کی باتوں کا......... کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر ہے۔ تو کہیں اس سے فدا کارانہ اُلفت و محبت کا......... اور اس شان کی محبت کا کہ دنیا کی ساری محبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں[45].........

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ o[46]....

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تُمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رُسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حُکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا.........

اللہ اللہ!........کہیں اس کی رفعت وبلندی کا ذکر [۴۷] ہے تو کہیں انشراح صدر [۴۸] کا........کہیں عطائے خاص کا ذکر [۴۹] ہے تو کہیں اس کے فضل وکمال کا [۵۰]........کہیں ازواجِ مُطہرات کا ذکر [۵۱] ہے تو کہیں رفیقانِ ومسازکا [۵۲]........کہیں فرشتوں کے آنے جانے کا ذکر ہے [۵۳] ہے تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا [۵۴]........الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ع ہمہ قُرآن درشانِ محمدؐ!

O

ہاں اُن کا ذکر بار بار کیوں کیا جا رہا ہے........اُن کی یاد بار بار کیوں دلائی جا رہی ہے........اُن کا اعلان بار بار کیوں کیا جا رہا ہے........اُن کا نام نامی بار بار کیوں لکھا جا رہا ہے........اُن کے گیت بار بار کیوں گائے جا رہے ہیں........اُن کے نغمے بار بار کیوں الاپے جا رہے ہیں........ہاں اس لئے کہ دِلِ مُحبتِ مُصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے جلنے لگیں........ہاں اس لئے کہ سینے عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے چھکنے لگیں........اُن کی محض عام بشر بتا کر نہیں........محبوب بنا کر بھیجا گیا۔[۵۵]........ارض وسماوات سے اُن کی محبت اور اُن کی تعظیم وتوقیر کا مطالعہ کیا گیا........[۵۶] اُن پر مرمٹنے کا حکم دیا گیا........نہ معلوم ہم کس دُنیا میں کھوئے ہوئے ہیں........ہمیں کُچھ نہیں معلوم........ہمیں معلوم ہونا چاہئے........دِل ودماغ کو خش وخاشاک سے پاک ہونا چاہیئے........دیوانگی وجنوں سے عقلِ بے مایہ کو شرمانا چاہیئے۔

ہاں سُنئے سُنئے قرآن کیا کہہ رہا ہے........یہ کیسی آواز آ رہی ہے:۔

> تم فرماؤ، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان........یہ سب چیزیں اللہ، اُس کے رُسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا........[۵۷]

اللہ اللہ!........ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گنا دیں،........دُنیا میں آنے والے ہر انسان کا دِل جن میں اُلجھتا ہے........ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے........ایک ایک چیز دِل لُبھاتی ہے........مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اللہ اور اُس کے رسول کی غُلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہوں گی، سب چیزوں سے دِل ہٹانا ہوگا........جان کی بازی لگانی ہوگی........محبت ہنسی کھیل نہیں سب کچھ لُٹانا ہوگا........اگر یہ منظور نہیں تو تم سرکش ہو، تم باغی ہو........اللہ کے عذاب کا انتظار کرو،........

اور سُنیئے سُنیئے۔تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود کیا فرما رہے ہیں:۔

> اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے تمام اہل وعیال، مال ودولت اور تمام لوگوں سے زیادہ مُحبوب نہ ہوں........[۵۸]

اور دیکھئے کیا فرما رہے ہیں:۔

> کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں [۵۹]....

حقیقت میں ''محبت و عشق'' نام ہے ''چُبھن'' کا.........جب محبوب کا ذکر ہو تو دل جلنے لگے اور سینہ پھُکنے لگے.........اور جب اس کے جناب میں کوئی زبان درازی کرے تو خون کھولنے لگے.........دماغ پھٹنے لگے.........سُنئے سُنئے وہ کیا فرما رہے ہیں:۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ دیکھنے والا یہ نہ کہے کہ یہ تو دیوانہ ہے.........[۶۰]ہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیوانہ.........

محبت، ادب آموزِ حیات ہے.........بڑی غیور ہے.........محبوب کے سوا کسی کو خاطر میں نہیں لاتی.........جو دعویٰ محبت کرتا ہے اور محبوب سے محبوب کو نہیں مانگتا اس کو مانگنا ہی نہیں آتا.........وہ رازِ محبت سے آشنا ہی ہیں

؎ عشق اور مسردوری عشرت گہِ خسرو کیا خُوب!

اہلِ محبت کی دولت سوزِ عشق ہے.........نفس شرر بار ہے.........چشم اشکبار ہے.........وہ کسی قیمت پر یہ دولتِ عشق نہیں گنوا سکتے.........ان کی تو یہ آرزو رہتی ہے.........

یارب! نفس شرارہ بیزم بخشند — یارب! مژہ وجلہ ریزم بخشند!
بے سوزِ غمِ عشق مبادا ز نہار — جانے کہ بروز رستخیزم بخشند!
لذّتِ سوزِ جگر کے آگے، جنت کیا شے ہے — جنّت تو جنت، جان بھی کوئی چیز نہیں
جب ان کا مکھڑا دیکھیں گے..... — مُنہ دکھائی میں عُشّاق جانیں نذر کریں گے
قانع نیم از بہشت نیزم بخشند — از بخشش خاص تا چہ چیزم بخشند
اُمید کہ صرف رونمائی تو شود — جانے کہ بروز رستخیزم بخشند
ہر چیز جان ہی کے لئے پیار ہوتی ہے — جب فداکاری و جاں نثاری کا یہ جذبہ ہو
بر دوست فدا کنم بصد گونہ نشاط
جانے کہ بروز رستخیزم بخشند

تو پھر نگاہِ عشق میں اس کے سوا کون سما سکتا ہے.........کوئی نہیں، کوئی نہیں.........اس عشق خانہ ویراں ساز کی بلند ہمتی تو دیکھئے.........دونوں جہاں کے بدلے بھی سودا سستا نظر آ رہا ہے۔؎

دو عالم قیمت خود گفتہء
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ان کی نگاہِ ناز کے سامنے دو عالم کیا چیز ہے؟.........جب جان کوئی چیز نہیں.........جاں بازی و جاں سپاری کا یہ سلیقہ قرآنِ حکیم نے ہمیں سکھایا ہے.........ہاں، سارے عالم سے بڑھ کر ان سے پیار کرو، اپنی جان کو جان، اپنے مال کو مال نہ سمجھو.........سب کُچھ اللہ اور رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نچھاور کر دو، ہاں ؎

مقصودِ منی وجز تو کس دردل نیست
واللہ کہ نیست ثم باللہ کو نیست

......O......

محبوب یہی چاہتا ہے کہ چاہنے والا اُسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے لیکن دُنیائے عشق ومحبت کا یہ اعجوبہ ہے کہ محبوب حقیقی جلّ مجدہٗ یہ چاہتا ہے کہ اُس کا چاہنے والا اُس کے محبوب کو چاہے اور اس چاہت کے صلے میں خود اُس کا محبوب بن جائے، سُبحان اللہ!

آیہِ کریمہ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الآیہ ۳؍۳۱ میں اسی رمزِ محبت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ہاں ؎

کہ محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں!
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں!

اللہ کے آگے جھکنا کچھ اتنا مشکل نہیں، مشکل یہ ہے کہ جس کے آگے وہ جُھکائے اُس کے آگے خوشی خوشی جھکا جائے........ابلیس یہ رازِ توحید نہ سمجھ سکا اور اِسی آزمائشِ محبّت میں مارا گیا........رازِ توحید سَراسَر عشق ہے، توحیدِ خالص یہی ہے کہ اُس کے آگے اس طرح جُھکئے کہ جہاں وہ جھکائے، جُھکتے چلے جایئے ؎

مصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

ہاں ہاں، تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درُود وسلام بھیجئے اور خوب بھیجئے........اپنے دل ودماغ کو مُعطر کیجئے........مگر جس محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ نامِ نامی جپ رہے ہیں، اس کی سُنّت سے عاری........اگر ایسا ہُوا تو قیامت کے دن کیا منہ دکھائیں گے........جب یہ پوچھا جائے گا کہ تو ہمارے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نام لیتا تھا مگر جو جی میں آتا تھا کرتا تھا جو من میں آتا کہتا تھا........تُو نے اپنی شکل وصُورت اور زبان ودل کو ہمارے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رنگ میں کیوں نہ رنگا؟........تو نے ہمارے محبوب کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کیوں نہ کی؟........تجھے دیکھ کر دیکھنے والوں کو ہمارے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یاد نہ آئی تھی........افسوس ہم کیا جواب دیں گے!........سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مُجدّدیہ کے قافلہ سالار حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوتے ہُوؤں کو جگایا ہے........ان کو سُنّت کی بہار دکھائی ہے........آپ کو اسلام کا سارا حُسن وجمال سُنّت ہی میں نظر آتا ہے........حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خُوب بات فرمائی فرمایا: ''ہر فرض سے پہلے سُنّت ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور پھر فرض ہے کہ کرنے کا حکم دیا''........سُبحان اللہ! سُنّت کی عظمت وشوکت اور حُسن وجمال دیکھنا ہو تو اہل اللہ کی نظر سے دیکھئے........ہم نے سُنّت کو بہت معمولی سمجھا ہے، یہ ہماری نظر کی کوتاہی اور ہمارے دل کی سیاہی ہے........مِلّتِ اسلامیہ کے درمیان افتراق کی بڑی وجہ سُنت سے رُوگردانی ہے........مباحات اور مستحبات ہرگز سُنّت سے برتر نہیں........سُنّت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیئے........سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ اگر نماز میں بُلائیں تو جانا ہی جانا ہے........آپ کی بات سُننی ہے........آپ کا کام کرنا ہے........یہ بات سُننے والا، یہ کام کرنے والا نماز ہی میں ہے........جس کی شان یہ ہو اس کی بات نہ سُننا، اور اُس کے عمل کو ترک کر کے نئے نئے اعمال تراشنا کہاں تک درُست ہوسکتا ہے؟........یہ سوچنے کی بات ہے........سُنّت میں بلندیاں ہی بلندیاں........

میرے بزرگو! میرے جوانو!......اُس جانِ ایمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم پر چلیے......آفتاب و ماہتاب کی روشنیوں میں بڑھتے چلیے......آئینہ مصطفےٰ کو سامنے رکھیے اور خود کو سنوارتے جائیے......سب آئینے توڑ دیجئے......یہی ایک آئینہ رکھیئے......یہی آئینہ، آئینہ ساز نے ہمارے سامنے رکھا ہے......بن سنور کے دُنیا کے سامنے آیئے اور انقلاب برپا کیجئے......
آپ تو انقلابوں کے امین ہیں......انقلاب باہر سے نہیں، اندر سے آتا ہے......دِل سے اُٹھتا ہے، رُوح سے پھُوٹتا ہے اور پھر رگ رگ میں سما جاتا ہے......کچھ پاس نہیں، نہ سہی......ایمان ایک عظیم قوّت ہے، عشق ایک عظیم دولت ہے......اسی سے افراد زندہ ہوتے ہیں......اسی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں......ہاں زندگی پکار رہی ہے......ذرا کان تو لگایئے......سُنیئے تو سہی، کیا کہہ رہی ہے۔

کس کا مُنہ تکتے؟ کہاں جایئے؟ کس سے کہیئے؟
تیرے ہی قدموں پہ مِٹ جائے، یہ پالا تیرا

......O......

ان کی رحمتِ دو عالم کی بہار......ان کی معیشت غریبوں کا سنگھار......ان کی بخشش گناہ گاروں کی سوغات......ان کی شفقت سیہ کاروں کی بارات......ان کی چال زمین کی معراج......ان کی پرواز فلک کی معراج......ان کا نور، نورالانوار......ان کا سِر، سرالاسرار......ان کا آفتاب، آفتابوں کا آفتاب......ان کا ماہتاب، ماہتابوں کا ماہتاب......ان کا نام نامی، جان موجودات......ان کا کرم آن کائنات ؎

فما الکون الا حلة و محمد
طراز با علام الهداية معلم

ذکرِ مُصطفےٰ کہاں نہیں؟......کوئی جگہ نہیں، جہاں نہیں......اللہ اللہ......ان کا کرم سے موجودات نے لباس وجُود پہنا......ان کا چرچا آسمانوں میں......ان کا چرچا زمینوں میں......ان کا چرچا سمندروں میں......انبیاء ورُسل، فلک وملک، جن وانس سب ان کی آمد آمد کے منتظر......ان کا نام نامی، بہارِ زندگی......ان کا وجُود گرامی، شبابِ زندگی......ان کی راتیں، مغفرت کی برسات......ان کے دن، رحمت کی پھوار......ان کا تبسّم، طلوعِ فجر......ان کا غم، غروب سحر......ان کی عنایت، دِلوں کی ٹھنڈک......ان کا کرم، رُوحوں کی فرحت......ان کا دیدار، آنکھوں کی روشنی......ان کا کردار، انسانوں کی معراج......

ذکرِ مُصطفےٰ بڑی سعادت ہے......وہ دل، دل نہیں جو ان کے لئے نہ سُلگے......وہ آنکھ آنکھ نہیں جو ان کی یاد میں نہ برسے......وہ سینہ، سینہ نہیں جو ان کی محبت میں نہ پھُکے......وہ زباں، زباں نہیں جو ان کی مدح وثنا میں نہ کُھلے......ہاں، رگوں میں خون دوڑ رہا ہے......دِل میں جذبات اُمنڈ رہے ہیں......دماغ میں خیالات پھُوٹ رہے ہیں......زباں پر الفاظ مچل رہے ہیں......جسم میں ہلچل مچی ہے......پھر کیوں نہ اس جانِ جاں کا ذکر کریں!......ہاں رب العالمین خود ان کا ذکر فرما رہا ہے......اللہ اللہ! وہ ذکر کی کن بلندیوں پر فائز ہیں......

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۵

—— بیاد ——

شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتحپوری، دہلی


نام کتاب —— بہارِ جاں فزا

مصنف —— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم-اے-پی-ایچ-ڈی)

صفحات —— ۳۲

تعداد —— (۱۲۰۰)

سن اشاعت —— ربیع الاول ۱۴۲۳ھ / مئی ۲۰۰۲ء

مطبع —— شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت —— روپے

نوٹ:- شائقین مطالعہ -/ ۱۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔


—— رابطہ ——


ادارہ مظہر اسلام، لاہور

نئی آبادی، مجاہد آباد، مغلپورہ، لاہور، پاکستان، کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

سُبحان اللہ! نعتیہ شاعری کا وُجود میں آنا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کا معجزہ ہے.........

محبوب کا ذکر دل کی ٹھنڈک ہے، ہر عاشق یہ چاہتا ہے کہ محبوب کا ذکر ہوتا رہا........کوئی سُناتا رہے اور وہ سُنتا رہے........یہ عشق کی فطرت ہے........نعتیں کہنے والے نعتیں کہتے ہی ہیں مگر وہ بھی ہیں جو ان پھولوں کو چُن چُن کر اپنی اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں اور بھر بھر کر لُٹاتے ہیں........انہیں سعادت مندوں میں محترم ومکرم ڈاکٹر نور محمد ربانی دامت برکاتہم العالیہ بھی ہیں جو گُنبدِ خضراء کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں اپنی زندگی کے بہترین لمحات گزار رہے ہیں........ڈاکٹر صاحب کے دل میں آیا کہ دل والوں کے نغمے سُنے جائیں اور سُنائے جائیں کہ ان میں حرارت ہے، ان میں زندگی ہے، چنانچہ آپ نے **کشف العرفان** کے نام سے عربی، فارسی اور اُردو نعتوں کا ایک گُلدستہ ترتیب دیا اور بڑی فراخ دِلی سے چھپوایا۔........۱۹۹۱ء میں الیٹ پبلشرز لمیٹڈ، کراچی کے ڈائریکٹر مرزا جمیل احمد صاحب نے حسین وجمیل انداز میں چھپوایا۔........ظاہر بھی حسین، باطن بھی حسین، سُبحان اللہ، ماشاء اللہ!

ڈاکٹر صاحب کا شوق بڑھتا ہی رہا۔۱۹۹۴ء میں پھر دِل میں خیال آیا کہ کشف العرفان کو ازسرِ نَو مُرتّب کیا جائے، نئی نئی نعتیں شامل کی جائیں........مسجدِ نبوی شریف سے ڈاکٹر صاحب نے فقیر کو یاد فرمایا، تقدیم لکھنے اور نئی نعتیں منتخب کر کے شامل کرنے کا حُکم دیا........اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی........فقیر نے ۱۸ شُعراء کرام کی نعتیں منتخب کر کے شامل کیں اور سیرتِ رُسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے چھ کتب ورسائل سے مضامین اخذ کر کے یہ تقدیم ترتیب دِی........مولیٰ تعالیٰ عارفِ کامل حضرت ڈاکٹر نُور محمد ربانی مدّ ظلہٗ العالی کی اس عشق افروز اور حیات آفریں کاوش کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے اور ہم گنہگاروں اور سیہ کاروں کو بھی اپنے کرمِ عمیم سے نواز کر سُرخرو فرمائے۔ آمین! بجاہ سیّد المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وازواجہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۹۔ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ — ۲/۱۷۔اے۔سی۔پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

یکم جُون ۱۹۹۴ء — کراچی۔۷۵۴۰۰ (سندھ۔اسلامی جمہوریہ پاکستان)

☆......☆......☆

## فرمانِ الٰہی

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ........(احزاب:۵۶) بے شک اللہ اور

اس کے فرشتے درُود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درُود اور خوب سلام بھیجو!

**وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا**

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن !
اُس خدا بھائی صورت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قُدس جس کی ہیں قُمریاں
اُس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دِل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درُود!
بے تکلّف ملاحت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درُود!
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

چاند سے مُنہ پہ تاباں ورخشاں درُود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا، گیسوئے مشک سا
لکّۂ ابرِ افت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلع الفجرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

جِس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم وحیا م پر درود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدہ کو محرابِ کعبہ جھکی
اُن بَھووَں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اُن کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظلّہ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

وُہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

وُہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتّیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

خَط کے گرد دہن، وہ دِل آراء پَھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل، مرہمِ ریشِ دل
ہالۂ ماہِ نُدرت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر وشکر کی رواں
اُس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بردوش ہے جن سے شان وشرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درُود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم
اُس کفِ بحرِ ہمّت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

کُل جہان مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھینچ کر بندھی
اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینۂ علمِ پشتِ حضور
پشتیِ قصرِ ملّت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسودِ، کعبہ جان ودل
یعنی مہرِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین وایمان کے دونوں ستوں
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

کھائی اللہ نے خاکِ گُزر کی قسم
اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مُجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضا!
''مُصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام''!

☆......☆......☆

# حواشی

۱....... عبدالغنی نابلسی، الحدیقۃ، مطبوعہ فیصل آباد ج ۲ ص ۳۷۵،

۲....... شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی: مدارج النبوّۃ، ج ۲، ص ۲

۳....... قُرآنِ حکیم، سُورۃ مآئدہ، آیت نمبر ۱۵

۴....... قُرآنِ حکیم، سُورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۸۱

۵۔۶....... قُرآنِ حکیم، سُورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۲۴

۷....... قرآنِ حکیم سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۲۹،

۸(ا)....... عنایت رُسول چریا کوٹی: بشریٰ، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۴۸ء

۸(ب)....... ڈاکٹر وید پرکاش اوپادھیائے: کلکی اوتار اور محمد صاحب، الہٰ آباد (قلمی)

۹....... ایضاً

۱۰....... ایضاً

۱۱....... ایضاً

۱۲....... مناظر احسن گیلانی: النبی الخاتم، مطبوعہ دہلی، ۴۹، ۵۰، ۵۳

۱۳....... القرآن الحکیم: سُورۃ الصّف، ۶

۱۴....... القرآن الحکیم: سُورۃ الانعام، آیت نمبر ۲۰

۱۵....... قُرآنِ حکیم، سُورۃ صف، آیت نمبر ۶

۱۶....... ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳

۱۷....... قرآنِ حکیم، سُورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۵۶، ۱۵۷

۱۸....... ابنِ کثیر: میلادِ مصطفیٰ (ترجمہ اُردو مولانا افتخار احمد قادری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۴، ۱۶

۱۹....... ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سُورۃ الترمذی: شمائل ترمذی (شرح اُردو سیّد محمد امیر شاہ قادری
مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء باب ماجآء فی خلق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر ۵

۲۰....... قرآنِ حکیم، سُورۃ الشوریٰ، آیت نمبر ۱۱

۲۱....... شمائل ترمذی شریف حدیث نمبر ۷،

۲۲....... شمائل ترمذی شریف، حدیث نمبر ۳

۲۳....... شمائل ترمذی شریف، حدیث نمبر ۹ ص ۲۹

۲۴....... القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۲۷

۲۵....... القرآن الحکیم: سُورۃ البلد، ۱

۲۶....... سورۃ الضحیٰ، ۱

۲۷....... سُورۃ آلِ عمران، ۱۵۹

۲۸....... سُورۃ الانعام، ۳۳

۲۹....... سُورۃ البقرہ، ۱۴۴

۳۰....... سُورۃ القلم، ۴

۳۱....... سُورۃ الاعلیٰ، ۶، سُورۃ العلق، ۱۔۵، سُورۃ النجم، ۵

۳۲....... سُورۃ الاعراف، ۱۵۸، سُورۃ السبا، ۲۸

۳۳....... سُورۃ یُونس، ۵۸

۳۴....... سُورۃ بنی اسرائیل، ۹۷، سُورۃ الاحزاب، ۴۰

۳۵....... سُورۃ النسآء، ۶۴، سُورۃ البقرہ، ۱۴۴، سُورۃ الاحزاب ۶، سُورۃ النحل، ۸۹

۳۶....... سُورۃ التکویر، ۲۴، سُورۃ النساء، ۱۷

۳۷....... سُورۃ آلِ عمران، ۱۴۶، سُورۃ الجمعہ، ۱، سُورۃ البقرہ، ۱۵

۳۸....... القُرآن الحکیم: سُورۃ یونس، ۵۷، ۵۸

۳۹....... القُرآن الحکیم: سُورۃ الاحزاب، ۵۶، ۵۷

۴۰....... القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۲۷

۴۱....... القرآن الحکیم: سُورۃ البلد، ۱

۴۲....... سورۃ الضحیٰ، ۱

۴۳....... سُورۃ آلِ عمران، ۱۵۹

۴۴....... سُورۃ الانعام، ۳۳

۴۵....... سُورۃ البقرہ، ۱۴۴

۴۶....... سُورۃ القلم، ۴

۴۷....... سُورۃ الاعلیٰ، ۶، سُورۃ العلق، ۱۔۵، سُورۃ النجم، ۵

۴۸....... سُورۃ الاعراف، ۱۵۸، سُورۃ السبا، ۲۸

۴۹....... سُورۃ یُونس، ۵۸

۵۰....... سُورۃ بنی اسرائیل، ۹۷، سُورۃ الاحزاب، ۴۰

۵۱....... سُورۃالنساء ۶۴،سُورۃالبقرہ،۱۴۴،سُورۃالاحزاب ۶،سُورۃالنحل،۸۹

۵۲....... سُورۃالتکویر،۲۴،سُورۃالنساء،۱۷

۵۳....... سُورۃآلِ عمران،۱۳۶،سُورۃالجمعہ،۱،سُورۃالبقرہ،۱۵

۵۴....... القرآن الحکیم:سُورۃالمائدہ،۱۵

۵۵....... القرآن الحکیم:سُورۃبنی اسرائیل،۱

۵۶....... سُورۃالنجم،۶۔۱۸،سُورۃالتوبہ،۴۰

۵۷....... سُورۃالفتح،۱۰۔۱۸،

۵۸....... سُورۃآلِ عمران،۱۳،۱۲۲،سُورۃالتوبہ،۴۰

۵۹....... سُورۃالنصر،۱۔۲،سُورۃالفتح،۱

۶۰....... سورۃالبقرہ،۵۹

۶۱....... سُورۃالتوبہ،۵۹،۷۹۔

۶۲....... سُورۃالانبیاء،۱۰۷،سُورۃالانفال،۳۳

۶۳....... سُورۃالفتح،۹،سُورۃالاعراف،۱۵۷،سُورۃالحجرات،۲.۱

۶۴....... سُورۃالتوبہ،۱۲۸،سُورۃالکہف،۶

۶۵....... سُورۃالنساء،۶۵

۶۶....... سُورۃالمزمّل،۲،۳،۲۰

۶۷....... سُورۃالسبا،۴۷

۶۸....... سُورۃالنجم،۲

۶۹....... القرآن الحکیم:سُورۃالنجم،۲،الاحزاب،۲۱

۷۰....... القرآن الحکیم:سُورۃالنور،۶۳

۷۱....... القرآن الحکیم:سُورۃالنجم،۳

۷۲....... ////   سُورۃالاعراف ۱۵۸،آلِ عمران،۳۱،۳۲،الحشر،۷

۷۳....... القرآن الحکیم:سُورۃالتوبہ،۲۴

۷۴....... القرآن الحکیم:سُورح الانشراح،۱

۷۵....... القرآن الحکیم:سُورۃالانشراح،۴

۷۶....... القرآن الحکیم:سُورۃالکوثر،۴

۷۷....... سُورۃالاحزاب،۴۰،سُورۃالضحیٰ ۳۰،سُورۃ النساء۶۴،سُورۃبنی اسرائیل ۸۷

۷۸....... سُورۃالاحزاب،۱،۳۲

۷۹....... سُورۃالتوبہ،۴۰،سُورۃالفتح،۲۹

۸۰....... سُورۃالقدر،۴

۸۱....... سُورۃجن،۱۔۲

۸۲....... قرآنِ حکیم:سُورۃآل عمران،آیت نمبر۳۱

۸۳.......سُورۃفتح،آیت نمبر۸۔۹ نوٹ:۔اس موضوع پر راقم کا رسالہ "تعظیم وتوقیر" مطبوعہ کراچی۱۹۹۴ءمطالعہ فرمائیں۔مسعود

۸۴....... قرآنِ حکیم،سُورۃتوبہ،آیت نمبر۲۴

۸۵....... ابوالحسن بن الحجاج نیشاپوری:مسلم شریف (ترجمہ وشرح مولوی غلام رسُول سعیدی) مطبوعہ لاہور جلد۱،ص ۱۴۲

۸۶....... عبدالواحد سیوستانی:بیاضِ واسرحدی (قلمی) مخزونہ کتب خانہ خیاری شریف (سندھ)

۸۷....... روزنامہ "عکاظ" کے مُطابق

۸۸....... جرمنی کے دارالسلطنت "بون" کے ایک جنگل میں درختوں کی جڑوں نے ایسی شکل اختیار کرلی کہ کلمہ طیبہ صاف صاف آنکھوں کے سامنے آگیا......سبحان اللہ!

۸۹....... قرآنِ حکیم،سُورۃآل عمران،آیت نمبر۳۱

۹۰....... پنجاب یونیورسٹی،گورکھپور یونیورسٹی،عثمانیہ یونیورسٹی،کلکتہ یونیورسٹی،روہیل کھنڈ یونیورسٹی وغیرہ میں نعتیہ شاعری پر ڈاکٹریٹ کے مقالے پیش کیے گئے اور لکھے جارہے ہیں۔مسعود

۹۱....... ادیب رائے پوری:مدارج النعت ،مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۶۰

۹۲....... ماہنامہ "نعت" مطبوعہ لاہور شمارہ جنوری ۱۹۸۸ء میں بہت سے نعتیہ مجموعوں کے نام دیئے گئے ہیں۔تفصیلات کے لئے اس کا مطالعہ فرمائیں۔مسعود

..اس سے بڑھ کر بلندی اور کیا ہوگی کہ نامِ نامی ربِّ کریم کے حضور اس طرح سرفراز ہُوا کہ ہر سرفرازی، اس سرفرازی کے قدم چومنے لگی......... ہمارا کیا مُنہ؟......... ہماری کیا اوقات ہماری کیا بساط جو ان کا ذکر کریں......... عقل نہیں جو ان کی بلندیوں کو پاسکے......... دماغ نہیں جو اس جوامع الکلم کی بات سمجھ سکے......... آنکھیں نہیں جو ان کے جلوؤں کو دیکھ سکے......... کیا کریں اور کیا نہ کریں؟......... دل بیقرار ہے......... آنکھیں اشکبار ہیں......... اللہ اللہ! مگر وہ تو غریب نواز ہیں، ہاں ؂

اک تنگ غم عشق بھی ہے منتظر دید

صدقے ترے اے صُو رت سُلطانِ مدینہ!

ہاں، درود وسلام پڑھیئے اور خوب پڑھیئے......... محبوب کو بتائے ہوئے بھی دُرود وسلام پڑھئے اور محبت کرنے والوں کے کہے ہُوئے دُرود وسلام بھی پڑھئے......... نعتوں سے سارا عالم گونج رہا ہے، آپ بھی نعتیں پڑھئے، جھوم جھوم کر پڑھئے، خوب پڑھیئے، ......... ایک عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی اور اس سے بڑی اور کیا دولت ہوگی کہ محبوب اس کو اپنا بنا کر اپنی یاد میں مصروف کر دے اور ہماری یادیں اس کی آنکھ کی ٹھنڈک بن جائیں......... ہاں ؂

عاشق ہمہ روز مست وشیدا بادا!

اس مستی کی کوئی قیمت نہیں......... اس سرشاری کا کوئی مول نہیں......... مُبارک ہیں وہ عُشاق جن کی نظر میں محبوب ایسا سمایا کہ پھر کوئی نہ سما سکا......... دیوانے کو صلے کی چاہت نہیں، اس کو تو صرف اور صرف محبوب کی جستجو ہوتی ہے......... اس کا مطلوب ومقصود اپنی ذات نہیں، محبوب کی ذات ہوتی ہے ؂

گفتم ''چہ جوت؟'' ''گفتار'' ''دل وجاں''

گفتم ''چہ خواہی؟'' ''گفتا'' ''غلامے''

خدا کی شان دیکھئے ان کی تعریف وتوصیف، صنفِ ادب میں ''نعت'' قرار پائی اور نعتیہ قصائد اور نعتوں کا ایک سیلاب اُمنڈ پڑا......... نعتیہ شاعری پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں ملنے لگیں......... [۶۲]

عربی، فارسی، اُردو اور پاک وہند کی مقامی زبانوں میں ہزاروں نعتیں اور نعتیہ قصائد ملتے ہیں مگر چین بھی پیچھے نہ رہا......... خاندان مینگ کے بادشاہ ثائی چو کی ''نعت صد حروف'' چھ سو برس قبل ایک کتبہ پر کندہ کی گئی تھی.... [۶۳] اور نہ معلوم عاشقانِ خستہ جگر اور عندلیبانِ سوختہ دل نے تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں کیا کیا کہا ہوگا......... عرض یہ کرنا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ ہم نے ''تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا''.... تو وہ ذکر بلند ہوتا گیا حتیٰ کہ یہ خدمت ادب کی ایک صنف کو سونپ دی گئی......... [۶۴] اور شاعر کیا ناثر کیا سب اس کے زمزمہ خواں ہوگئے.........

# اپیل

## یوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی گرامی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بجاطور پر آپ کے حضور میں اپنے اس لافانی شعر میں ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی اس سازش کو کہ ایک نیا فکری، دینی اور سیاسی نظام وضع کر کے (نعوذ باللہ) لوگوں کے دلوں سے اسلام اور ہادیٔ اسلام ﷺ کے احترام اور وابستگی کو ختم کر دیا جائے، اپنے جرأتمندانہ اور مجاہدانہ بروقت مساعیٔ جمیلہ سے ناکام بنا دیا اور غیر مبہم انداز میں ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ملت اسلامیہ اور شریعت اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے اور اس طرح آپ نے دوقومی نظریے کی بنیاد رکھی۔ یہ نظریہ ایک بیج تھا جس نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے گل شاداب کی صورت اختیار کی نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''اثبات النبوۃ'' لکھ کر رسالتمآب ﷺ سے فرزندان توحید کی وابستگی کو مستحکم کیا اور دشمنوں کے ہر قسم کے شکوک وشبہات کا عالمانہ انداز میں ازالہ فرمایا اسی بنا پر حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سرمایۂ ملت کا نگہباں قرار دیا۔ ہر پاکستانی کا دینی ملی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ یوم مجدد رحمۃ اللہ علیہ منا کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی ترویج واشاعت کا اہتمام کرے اس لیے جملہ برادران اسلام سے پرزور اپیل ہے کہ صفر المظفر کا پورا مہینہ ملک کے گوشے گوشے میں امام ربانی کی یاد میں جلسے منعقد کیے جائیں اور آپ کی تعلیمات اور پیغام کو عام کیا جائے۔

الداعی الی الخیر: صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

# بہارِ جاں فزا

مصنف


پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے۔ پی، ایچ، ڈی



ادارہ مظہر اسلام، لاہور

اسلامی جمہوریہ پاکستان